ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.4 (2024)
(October to December)

تصوف اور اس کے معروف سلاسل: ایک جائزہ

Sufism and its Eminent Orders: An Overview

ڈاکٹر سیدہ ساراز ھرا بخاری

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر ماریہ عمر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر صائمہ بتول

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور

Dr. S. Sara Zahra Bukhari
Assistant professor, Department of Persian, Lahore College for Women University, Lahore
dr.sarabukhari786@gmail.com
Dr. Maria Umer (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Persian, Lahore College for Women University, Lahore
drmaria107@gmail.com
Dr. Saima Batool
Assistant professor, Department of Punjabi, Lahore College for Women University, Lahore
dr.saima-batool111@gmail.com

Abstract:
Sufism is the spiritual dimension of Islam that guides individuals beyond outward worship towards inner purity, closeness to Allah, and the teaching of good morals. This spiritual movement initially emerged from a focus on asceticism and piety and later became organized into various spiritual orders. The paper introduces some of the key Sufi orders, such as Qadriyya, Chishtiyya, Naqshbandiyya, and Suhrawardiyya. These orders have played a significant role in providing spiritual and ethical training over various periods. They have been instrumental in the spread of Islam in different regions and in quenching the spiritual thirst of people. Sufism has had a profound impact on Islamic civilization, literature, music and society. Today, millions of people worldwide are gaining spiritual benefits from these orders. In the present age, the teachings of Sufism can serve as a guide for humanity in seeking interfaith harmony, peace, and spiritual tranquility.

Keywords: Orders, Sufism, Mysticism, Asceticism, Piety, Qadriyya, Chishtiyya, Naqsh bandiyya, interfaith harmony.

تصوف میں اخلاق و انسانیت آموز مطالب کا ایک عظیم سرمایہ موجود ہے جو ہر مذہب و مسلک کے انسان کے لیے مفید اور اہم ہے اور شاید اسی عالمگیر افادیت اور اہمیت بلکہ ھمہ گیریت کے پیش نظر تصوف کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے جیسے کہ تصوف روحانی کیفیات سے متعلق ہے اور روحانی کیفیات کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ امر مسلم بھی ہے کہ تصوف میں اخلاق و انسانیت کے دلپذیر اور دلکش مطالب کا ایک عظیم سرمایہ موجود ہے جو ہر مذہب و مسلک کے لیے مفید اور بارآور ہے۔

> تصوف کے مادہ اشتقاق اور لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ کے متعلق علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ امام سیوطی نے تصوف کی تعریف کچھ یوں کی ہے:(التصوف: ھو العلم بالا صول الموروثہ من تصحیح الاعمال ظاھرا و باطنا)"تصوف سے مراد ایسے وراثتی اصول ہیں جن سے ظاہری اور باطنی اعمال کو درست کیا جاسکے"۔(۱)

اسی طرح لغت کی مشہور کتاب المعجم الوسیط میں تصوف اور علم تصوف کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے:(التصوف: طریقۃ سلوکیۃ قوامھا التقشف والتحلی بالفضائل لتزکو النفس و تسم الروح)"تصوف ایک ایسے طریقے کو کہتے ہیں جس کا راستہ شدت زہد اور ایسے فضائل کو اپنانا ہے جس سے نفس کا تزکیہ اور روح کو اعلی وارفع کیا جاسکے"۔(۲)

> حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب "میں شیخ خضری کا قول کچھ یوں نقل کیا ہے:(التصوف صفاء السر من کدورۃ الخا لفۃ)"باطن کو مخالفت حق کی کدورت اور سیاہی سے پاک و صاف کر دینے کا نام تصوف ہے"۔(۳)

تصوف کے جتنے معانی و مطالب بیان کیے گئے ہیں ان سب میں ایک بات مشترک یہ ہے کہ تصوف اللہ رب العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو نہ صرف دنیاوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی یکسر پاک ہو اور اس راہ کے سالک کا قلبی تعلق تمام دنیاوی منفعتوں، مصلحتوں اور ہر قسم کے اندیشہ و خطر سے مکمل طور پر بے نیاز ہو جائے جس کے نتیجے میں اخلاص فی النیتہ والعمل (نیت و عمل) کا جذبہ ظاہر و باطن میں اس قدر راسخ ہو جائے کہ انسان کی بندگی خالصتہ اللہ سے ہو جائے۔ اس بنا پر نہ صرف دنیا و آخرت میں انعام و جزا کی آرزو اور نہ سزا و عتاب کا خوف انسان کی عبادت کا محرک رہے۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

> سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
> اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے(۴)

> "الغرض تعلق باللہ کی لذت و حلاوت اور محبت کی چاشنی و شیرینی کو اس طرح حرز جان بنا لیا جائے کہ بارگاہ صمدیت میں حاضری کے وقت اس کے غیر کا موہوم سا خیال بھی بندے کے دل کے کسی گوشے میں راہ نہ پاسکے اور اسی طرح اسے ہمہ وقتی بندگی نصیب ہو جائے بس یہی حقیقت تصوف ہے"۔(۵)

تصوف، اسلام کے اہم ترین اور نمایاں ترین مضامین اور مطالب توحید خداوندی، وحدت انسانی یا انسان دوستی کے ہیں۔ تصوف کے دوسرے تمام مطالب و تصورات توحید خداوندی اور انسان دوستی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر متعلق ہیں۔ تصوف میں

توحید کا موضوع بنیادی نوعیت کا ہے کیونکہ صوفی موحد کامل ہوتا ہے اور وہ ہر قسم کی آمیزش سے پاک توحید خالص پر ایمان رکھتا ہے، وحدت الوجود کا نظریہ اسی خالص توحید کے تصور کا ایک رنگ ہے کیونکہ صوفیہ کی نظر میں عرفان حق علم و عقل کے بجائے وجدان و واردات قلبی اور کشف و شہود سے متعلق ہے۔ صوفیہ کشف و شہود کو بہت اہمیت دیتے ہیں جو ان کی نظر میں کتاب کے بجائے قلب سے وابستہ ہے۔ اس بارے میں رومی کچھ اسطرح سے رقمطراز ہیں۔

دفتر　صوفی　سوادو　حرف　نیست

جز　دل　اسپید　همچون　برف　نیست　(۶)

صوفی کی کتاب سیاہی اور حروف پر مشتمل نہیں بلکہ اس کی کتاب دل کی تختی ہے جو برف کی طرح صاف اور سفید ہے۔ عرفان و حق یا توحید حق کا ادراک علم و عقل سے نہیں بلکہ قلب سے وابستہ ہے۔ تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ تصوف در حقیقت توحید پر پختہ ایمان کا نام ہے اور صوفی در حقیقت ایک پختہ موحد کو کہتے ہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ (۷)

"صوفی وہ ہے جو صفائی قلب کے ساتھ صوف پوشی اختیار کرتا ہے۔ ہوائے نفسانی کو سختی کا مزہ چکھاتا ہے۔ دنیا کو پس پشت ڈالتے ہوئے شریعت مصطفوی ﷺ کو لازم و ملزوم قرار دیتا ہے"۔ (۸)

صوفی وہ ہے جو آفات نفس سے پاک، دین کے راستوں پر چلنے والا، حقائق سے متمسک اور مخلوق میں کسی کے ساتھ دلی وابستگی نہ رکھتا ہو۔ (۹) مختصراً صوفی اس شخصیت کو کہتے ہیں جو ظاہری و باطنی طور پر اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ عبدالکریم بن ہوازن القشیری کہتے ہیں: کہ صوفی کا لفظ **"صفوۃ"** سے ماخوذ ہے۔ وہ ایک حدیث نبوی کا حوالہ دیتے ہیں جس میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی دنیا کی صفائی چلی گئی اور کدورت باقی رہ گئی۔ پس موت آج ہر مسلم کے لیے تحفہ ہے۔ امام موصوف کا خیال ہے کہ جو شخص دل کی صفائی پر توجہ دیتا ہے اور دنیاوی مرغبات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ (۱۰)

صوفی کا چند بنیادی اخلاق حسنہ سے گہرا تعلق ہے کہ جنہیں اپنائے بغیر صوفیائے اکرام تقوی کے مقام و مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتے ان بنیادی اخلاق حسنہ میں سر فہرست رفق و نرمی ہے کیونکہ رب العزت بھی لوگوں کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اسی طرح سے شکر و امتنان بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے اور صبر و برداشت تصوف کا وہ زینہ ہے کہ جسے طے کیے بغیر کوئی بھی صوفی کے اعلی رتبے تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا بہر صورت صوفی کو لوگوں کے رویوں کو انتہائی استقامت تحمل و صبر سے برداشت کرنا ہوتا ہے۔ صوفی کے بنیادی اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ صوفی ظلم و ناانصافی اور اخلاق رزیلہ سے اجتناب کرتا ہے۔ کذب و جھوٹ سے دوری، غیض و غضب، غرور و تکبر، حسد و بغض، کینہ و عداوت اور بخل و کنجوسی سے بے اعتنائی برتنا صوفی کو صوفی بنانے میں نہ صرف اہم کردار ادا کرتا ہے بلکہ یہ تمام صفات صوفی کی بنیادی صفات میں سے ہیں جو کہ صوفی کو قرب الٰہی پانے کے لیے راہ ہموار کرتا ہے کیونکہ صوفی راہ خدا کا مسافر ہے اور اس مسافرت قرب الٰہی میں بہت سے مسائل درپیش ہوتے ہیں اور جو ان پر خطر راہوں اور مشکلات کا سامنا کرتا ہے وہ بالآخر اپنی منزل کو پالیتا ہے۔ جب کہ خود صوفیا، تصوف کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ تصوف اسلام کی ایک ایسی شاخ ہے جس میں روحانی نشوونما پر توجہ دی جاتی ہے۔ صوفیاء تصوف کی متعدد جہتوں میں اللہ کی ذات کا شعور، روحانی کیفیات اور ذکر (رسماً و جسماً) اور شریعت کو بیان کرتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو تصوف کی ابتدا دوسری صدی ہجری سے ہوئی۔ اس سے پہلے تدوین فقہ اور تدوین حدیث کا آغاز ہو چکا تھا۔ تمدنی ضروریات، سماجی حالات، عصری تقاضوں اور سیاسی مصالح نے ان علوم کی صورت گری کی۔ اسلام سرزمین عرب تک محدود نہ تھا بلکہ وہ ایران، عراق، افریقہ، ایشیا اور یورپ کی حدود میں داخل ہو گیا تھا اس لیے اب قرآن وسنت کی تعبیر میں وسیع عمرانی نظر کی ضرورت تھی۔ عرب تمدن کے تناظر میں تعبیر اسلام نئے مسائل کا حل کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ اسلام اب اُن تہذیبوں کے لوگوں نے بھی قبول کر لیا تھا جو تہذیبی علمی اور ثقافتی لحاظ سے عرب تہذیب سے بہت آگے تھے۔ ان احوال وظروف میں اسلامی احکامات کی مجتہدانہ تعبیر نو کی ضرورت تھی اس لیے وقت اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق بنو عباس کے ابتدائی دور حکومت سے ہی اہلِ علم کی توجہ باقاعدہ تدوین فقہ اور علم حدیث پر مرکوز ہو گئی تاکہ سماجی اور معاشی مسائل حل کیے جائیں۔ مسلمانوں کی علمی تاریخ کا یہ ایک نمایاں پہلو ہے کہ قرآن حکیم کی کتابت اور اشاعت کو سب سے مقدم سمجھا گیا، مآخذ شریعت میں قرآن کو اولیت دی گئی اور اس کی روشنی میں فقہ مدون ہوا۔ اس کے بعد احادیث جمع کی گئیں اور حدیثوں کے کئی مجموعے منظر عام پر آئے اور بعد ازیں تصوف پر علمی کتابیں لکھی گئیں اس تاریخی حقیقت سے کئی محققین یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ تصوف ایک ایسا نظریہ ہے جو مسلمانوں میں دیگر مذاہب اور دیگر اقوام سے میل جول کے نتیجے میں رائج ہوا۔ تصوف کے لٹریچر پر ایک تجزیاتی اور تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کا ایک مابعد الطبیعیاتی پہلو ہے اور دوسرا پہلو سماجی تصوف کا سلوک اور طریقت ہے۔ الطبیعیات میں خدا اور کائنات کی حقیقت وماہیت کے مضامین شامل ہیں اور سماجی تصوف زہد وتقوی، محبت وبھائی چارے اور اخلاقی نظام سے عبارت ہے۔ (۱۱)

تصوف، ایران، عراق، وسط ایشیا اور ہندوستان میں خواص سے لے کر عوام تک پھیل گیا۔ عوام الناس بالخصوص پس ماندہ، غریب، شکستہ دل مضمحل اور ذہنی طور پر آسودگی کے طلبگار لوگ صوفیہ کے حلقہ ارادت میں جوق در جوق داخل ہونے لگے اور صوفیہ سے متاثر ہو کر لاکھوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ صوفیہ نے شاعری کے ذریعے بھی اپنے پیغام کو مقبول عام بنایا اور تصوف پر مختلف کتابیں لکھیں اور معرفت وحقیقت کی قرآن وسنت اور ذاتی واردات قلب کی روشنی میں تشریحات پیش کیں۔ یہ صوفیہ اپنی تخلیقات اور تالیفات کی وجہ سے زندہ وجاوید اور تمام علمی وروحانی حلقوں میں مقبول ہیں۔ (۱۲)

"طریقت" صوفیاء کے نزدیک شریعت سے اگلا درجہ ہے جس میں سالک اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن پر خصوصی توجہ دیتا ہے اس توجہ کے لیے اس کو کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے جسے "شیخ"، "مرشد" یا "پیر" کہا جاتا ہے۔ اس شیخ کی تلاش اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ جب تک انسان اکیلا ہوتا ہے وہ شیطان کے لیے ایک آسان شکار ہوتا ہے مگر جب وہ کسی شیخ کی بیعت اختیار کر کے اس کے مریدین کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے تو وہ شیطان کے وسوسوں سے کافی حد تک بچ جاتا ہے پھر شیخ کی تعلیم کے مطابق وہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کا قرب پالیتا ہے اس عمل یا اس راستے کو "طریقت" کہتے ہیں۔

سلسلہ تصوف سالک کی رہنمائی کے لیے ایک ایسا عملی راستہ جس میں ایک سوچ، احساس اور عمل کی پیروی کرتے ہوئے ایک کے بعد دوسری حالت (مقامات یا احوال) سے گزرتے ہوئے الوہی حقیقت کا راز پایا جاتا ہے۔ تصوف میں سلسلہ سے مراد مرشد (یا شیخ) کا روحانی طریقہ اور شجرہ نسب ہوتا ہے۔ سلسلہ کی جمع سلاسل کہلاتی ہے۔

تصوف کے چار بڑے سلاسل:

زبان و ادب کی دنیا میں زمانہ قدیم سے چار بڑے معروف سلاسل رائج ہیں جو کہ سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ ہیں۔

سلسلہ چشتیہ کے سرخیل خواجہ معین الدین چشتی ہیں۔ سلسلہ قادریہ کے سرخیل شیخ عبد القادر جیلانی، سلسلہ سہروردیہ کے شیخ شہاب الدین سہروردی اور سلسلہ نقشبندیہ کے خواجہ بہاؤالدین نقشبندی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ تمام سلاسل کا سالار سلسلہ سمجھا جاتا ہے، اس سلسلہ سے آگے کئی ذیلی سلاسل چلتے ہیں جن میں سلسلہ مجددیہ سب سے معروف ہے جس کے بانی حضرت مجدد الف ثانی ہیں۔ سلسلہ مجددیہ دنیا کے بہت سے ممالک خصوصاً برصغیر کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے اس کی ذیلی شاخوں میں سلسلہ سیفیہ، سلسلہ قندھاریہ وغیرہ بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ (۱۳)

سلسلہ سہروردیہ:

سلسلہ سہروردیہ کے بانی اول ابو النجیب رحمۃ اللہ علیہ اور بانی ثانی شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ دونوں محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رہے ہیں۔ اسی صحبت کے باعث سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ میں حد درجہ مماثلت پائی گئی ہے۔ اگر سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ کو جڑواں بھائی قرار دیا جائے تو عین انصاف ہو گا کیونکہ دونوں سلاسل کا آپس میں خاص تعلق رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندو پاک میں سلسلہ قادریہ پہنچانے میں سلسلہ سہروردیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ سلسلہ قادریہ میں جو رواداری موجود تھی وہی سلسلہ سہروردیہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ دوسروں سے استفادہ بھی رواداری کا ایک پہلو ہے کہ ایک عالم دوسرے کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے استفادہ کرے۔ کھلے دل کے ساتھ سب کو اہمیت دینا، سلسلہ سہروردی کے خصائص میں سے ایک ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی اول ابو النجیب اور بانی ثانی شہاب الدین کی صحبت میں رہے اور ان سے استفادہ کرتے رہے۔ (۱۴)

شجرہ سلسلہ سہروردیہ

امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت حسن بصری رضی اللہ، خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اسود احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلہ قادریہ:

سلسلہ قادریہ کے بانی و امام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کی تعلیم و تربیت سے سلسلہ قادریہ کو بہت وسعت ملی۔ قادریہ سلسلے میں بہت زیادہ رواداری کا عنصر پایا جاتا ہے اور اس کے اصول و ضوابط میں کسی بھی طرح کی شدت موجود نہیں ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا دارومدار رواداری اور قوت برداشت پر ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو یہ تعلیم دی کہ مخالف مسلک یا مذہب والے کو آزادی کا حق دیتے ہوئے آپ جسے حق سمجھتے ہیں اس پر ڈٹے رہیں۔ آپ خود جب واعظ فرماتے تو اسی سوچ کو مد نظر رکھتے جس کا نتیجہ یہ ہوا جو آپ خود بیان کرتے ہیں کہ "میرے ہاتھ پر ہزار سے زائد غیر مسلم نے اسلام قبول کیا۔ معاشرے میں جرائم پیشہ اور عیار لوگوں میں سے لاکھوں کی تعداد توبہ کر کے صوفی باصفا ہوئی جو اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اگر کوئی واعظ مخالف مسلک یا مذہب والے کو برداشت نہ کرتا تو اس کی دعوت اس تک محدود رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس جو رواداری شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیروکار میں پائی جاتی ہے وہ دین کے فروغ کا آغاز ہے جو ہر شخص کو سوچنے کی آزادی فراہم کرتا ہے تاکہ کسی شخص کو زبردستی دائرہ اسلام میں شامل نہیں کیا جا

سکے۔ یہی وہ سوچ ہے جو سلسلہ قادریہ کے بانی اور پیروکاروں میں موجود تھی۔ اس سلسلے کے پیروکار پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، ترکی، بلقان کے علاوہ مشرقی اور مغربی افریقہ میں بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ (۱۵)

شجرہ عالیہ قادریہ

امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ علیہ، حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام علی بن موسی رضاعلیہ السلام، شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابی بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبد الواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو الفرح یوسف طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابی الحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعید مبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محی الدین سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ چشتیہ:

ہندوستان میں روحانیت شیخ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے پہنچی ہے۔ یہاں آکر آپ نے سلسلہ چشتیہ کی بنیاد رکھی۔ سینکڑوں ہندو آپ کے اخلاق، رواداری، فیاضی اور ایثار دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس سلسلے کی دو شاخیں ہیں "چشتیہ صابریہ" اور "چشتیہ نظامیہ"۔ چشتیہ صابریہ کے امام شیخ صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور چشتیہ نظامیہ کے امام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہندوستان کے قدیم چشتی صوفیاء شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عوارف المعارف" کو اپنا اثاثہ اور بڑا ہدایت نامہ سمجھتے تھے۔ صوفیائے چشتیہ یہی کتاب اپنے مریدوں کو اسباق کے ساتھ پڑھایا کرتے ہیں۔ صوفیائے چشتیہ نے لوگوں کو رواداری، پیار، محبت اور قوت برداشت کا سبق دیا۔

شجرہ عالیہ چشتیہ:

امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سدید الدین خذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ امین الدین ابی ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ ابی الحق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ ابی احمد دین فرسنافہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ ابی محمد بن احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المشائخ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ قطب الدین شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ مخدوم حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خواجہ ثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علی

سلسلہ نقشبندیہ:

صوفیاء کا یہ سلسلہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ نقشبندیہ سلسلہ ابتدائی سلاسل میں سے ہے۔ اسے سلسلہ خواجگانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے کے عقیدت مند ان نقشبندی کہلاتے ہیں جو نہ صرف پاکستان، بھارت اور وسط ایشیا بلکہ ترکی میں بھی کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ خواجہ باقی باللہ نے اکبر بادشاہ کے عہد میں سلسلہ نقشبندیہ کو استحکام بخشا۔ ان کے حلقہ مریدین میں نامور شخصیات شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیم اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہوں نے اس سلسلہ کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تصوف میں ایک بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ انہوں نے شریعت و سنت کی اتباع پر زور دینے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عناصر کو اسلامی فکر سے بالکل علیحدہ کر دیا اور معاشرے میں پھر سے نئی روح ڈال

دی۔ آپ نے اپنی تعلیمات سے سلسلہ نقشبندیہ کو اس حد تک مؤثر بنایا کہ اس سلسلہ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کہا جانے لگا۔ اس سلسلہ کے صوفیاء نے اپنے کردار سے معاشرے کی اصلاح کا جس قدر سامان مہیا کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ انہوں نے اپنی فراخ دلی اور وسیع الخیالی کی وجہ سے امن و سکون، وضع داری، ہر ایک سے برابری کا سلوک اور نرمی اپنا کر معاشرے میں امن و امان پیدا کیا ہے۔ ایسی ہی رواداری کے سبب معاشرے میں اخوت اور بھائی چارے جیسے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ، امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ، سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ بو علی فارمیدی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ عبد الخالق منجدوانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ خواجہ ابو عارف دیوگری رحمتہ اللہ علیہ، شیخ عارف انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ، سید میر کلال رحمتہ اللہ علیہ، شیخ خواجہ بہاوالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ۔

سلاسل تصوف حقیقت تک پہنچے کا ایک وسیلہ ہے۔ یہ ایسے باضابطہ ذرائع ہیں جن کا مقصد تصوف کے وسیع تجربے کو سالکین تک پہنچانا ہے۔ سالکین جس حقیقت کی تلاش میں ہیں، درحقیقت وہ اپنا وجود تو رکھتی ہے مگر اس کو سمجھنے کے لیے صحبت شیخ کا ہونا ناگزیر ہے۔ شیخ اپنے سالک کو تصوف کے رموز و اسرار مرحلہ وار سکھاتا ہے، اس کی روحانی ترقی کو مسلسل آزمائش کے مرحلے سے گزارتا ہے اور مشکل ترین وظائف اور مناجات کرواتا ہے۔ جب ایک سالک ان تمام مراحل سے گزرتا ہے تو وہ صوفیانہ اسرار و رموز کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور حقیقت کو اپنے وجدان سے پہچان لیتا ہے۔ ان مراحل میں سالکین کے عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاملات کو پختہ کروایا جاتا ہے۔ راہِ سلوک میں ایسے باطنی فنون پر محنت کروائی جاتی ہے جن کے ذریعے ایک سالک کے لے قرب الٰہی کا حصول آسان ہو جاتا ہے اور معرفت فقط علمی گیان یا فلسفہ نہیں بلکہ براہ راست حقیقت کے ادراک کا نام ہے۔(۱۶)

دنیائے اسلام تاریخ تصوف کے سلاسل کی صورت میں ان کی چھوٹی بڑی شاخوں سے بھری پڑی ہے، ایک جگہ ان سب کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ مندرجہ بالا سطور میں چند اہم شاخوں کے بارے میں جامع بیان کیا گیا ہے۔ اس سب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک سلسلہ مختلف شاخوں میں منقسم ہوتا رہا مگر تمام تر سلاسل کا مقصود فقط روحانیت کی آبیاری، اللہ رب العزت کے ساتھ اپنے تعلق کو پختہ کرنا، تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب تھا۔ تصوف ایک انسان کو بہترین اخلاقی صفات متصف کر کے رذائل اخلاق سے پاک کر دیتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بدولت خدا، انسان کا محبوب بن جاتا ہے۔ انسان کے اندر یہ تبدیلی کسی مرشد یا شیخ کی صحبت کے بغیر ناممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب فن کی صحبت و معیت کے بغیر کوئی فن حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ غواصی ہو یا خطاطی، طباخی ہو یا خیاطی، ستار نوازی یا نقاشی، کوئی فن بھی کسی کی صحبت و سنگت کے بغیر محض کتابوں یا تقریروں سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے مسلسل مشقت و ریاضت ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ السیوطی، مقالید العلوم فی الحدود والرسوم، مکتبۃ الآداب، قاھرہ، ۲۰۰۴ء، ص:۲۱۰

۲۔ المعجم الوسیط، دارالدعوۃ، ص:۵۲۹

۳۔ علی ہجویری، کشف المحجوب، مترجم: ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، مکتبہ شمس و قمر، لاھور، ۲۰۱۲ء، ص:۱۱۷

۴۔ اقبال، کلید کلیات اقبال مع اشاریہ و کشف الابیات، مرتبہ احمد رضا، مجلس ترقی ادب، لاھور، ۲۰۰۵ء، ص:۱۳۳

۵۔ طاہر القادری ڈاکٹر محمد، حقیقت تصوف، منہاج القران پبلیکشنز، لاہور، ص:۱۸۲

۶۔ نیکلسون، مثنوی معنوی مولانا جلال الدین رومی، دفتر دوم، انتشارات سعاد، تہران، ص:۱۲۰

۷۔ صدیقی، ظہیر احمد، تصوف جدید معاشرے میں، تخلیقات، لاھور، ۲۰۱۲ء، ص:۱۲

۸۔ قشیری، ابو القاسم، الرسالۃ القشیریہ، دار المعارف، مصر، ۱۴۳۱ھ، ص:۴۴۱

۹۔ الکلاباذی، ابو بکر محمد بن ابی اسحاق، التعرف لمذھب اھل التصوف، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص:۹۱

۱۰۔ سیال، طالب حسین، تصوف اور عمرانی مسائل اقبال کی نظر میں، بی پی ایچ پرنٹرز، لاھور، ۲۰۱۲ء، ص:۱۷

۱۱۔ ایضا، ص:۲۷

۱۲۔ ایضا، ص:۳۱

۱۳۔ رباب، طیبہ، اقبال اور تصوف، شمارہ ۲۹: نور معرفت، ۲۰۲۳، ص:۲۹

۱۴۔ شمیم محمود، احوال و آثار بہاؤالدین ذکریا، مرکز تحقیقات فارسی، روالپنڈی، ۱۷۷۴، ص:۷

۱۵۔ انیس الرحمن، طاہر محمود، تعارف و کردار سلاسل اربعہ، شمارہ ۸: حروف سخن، ۲۰۲۴، ص:۱۷۹

۱۶۔ قادری عبد الکریم، تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ، پروگریسو بکس، لاھور، ۲۰۱۲ء، ص:۳۸۷

References in Roman Script:

1. Al-Suyuti, Maqaleed al-‘Uloom fi al-Hudood wa al-Rusoom, Maktabat al-Adab, Qahira, 2004, p. 210

2. Al-Mu‘jam al-Waseet, Dar al-Da‘wah, p. 529

3. Ali Hujwiri, Kashf al-Mahjub, Tarjuma: Abu al-Hasanat Sayyid Muhammad Ahmad Qadri, Maktaba Shams wa Qamar, Lahore, 2012, p. 117

4. Iqbal, Kaleed Kuliyat-e-Iqbal ma‘a Ishariyah wa Kashf al-Abyat, Murattib: Ahmad Raza, Majlis Taraqqi Adab, Lahore, 2005, p. 133

5. Tahir al-Qadri Dr. Muhammad, Haqeeqat-e-Tasawwuf, Minhaj al-Qur'an Publications, Lahore, p. 182

6. Nicholson, Masnavi Ma‘navi Mawlana Jalal al-Din Rumi, Daftar Duwum, Intisharat Sa‘adat, Tehran, p. 120

7. Siddiqi, Zaheer Ahmad, Tasawwuf Jadeed Muashray Mein, Takhleeqat, Lahore, 2012, p. 12

8. Qushayri, Abu al-Qasim, al-Risalah al-Qushayriyyah, Dar al-Ma‘arif, Misr, 1431H, p. 441

9. al-Kalabadhi, Abu Bakr Muhammad bin Abi Ishaq, al-Ta‘arruf li Madhhab Ahl al-Tasawwuf, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut, p. 91

10. Sial, Talib Hussain, Tasawwuf aur Umoor-e-‘Umarani: Iqbal ki Nazar Mein, BPH Printers, Lahore, 2012, p. 17

11. Ibid., p. 27

12. Ibid., p. 31

13. Rubab, Taybah, Iqbal aur Tasawwuf, Shumara 29: Noor-e-Ma‘rifat, 2023, p. 29

14. Shamim Mahmood, Ahwal wa Aasar Bahauddin Zakariya, Markaz Tahqiqat-e-Farsi, Rawalpindi, 1774, p. 7

15. Anees al-Rahman, Tahir Mahmood, Ta‘aruf wa Kirdar Salasil-e-Arba‘a, Shumara 8: Huroof-e-Sukhan, 2024, p. 179

16. Qadri Abdul Karim, Tazkira Mashayikh Qadiriyyah Barkatiyyah, Progressive Books, Lahore, 2012, p. 387